کی شرعی حیثیت‘ کے مصنف کا نام محمد سعد اللہ لکھا ہے (ص ۱۷) جب کہ صحیح نام مجیب اللہ ندوی ہے۔ مولانا سید احمد عروج قادری اور ان کے فتاویٰ بہ عنوان ’احکام و مسائل‘ کا تذکرہ متعدد مقامات پر کیا ہے (ص ۲۸، ۲۹، ۶۷، ۱۲۵، ۱۶۸، ۱۶۹) مگر ہر جگہ مصنف کا نام سید عروج احمد قادری لکھا ہے جب کہ عروج ان کا نام نہیں، بلکہ تخلص تھا۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ احکام و مسائل کی اشاعت دو جلدوں میں مکتبہ زندگی دہلی سے ہوئی (ص ۴۸) اور دوسری جگہ اس کا ناشر مرکزی مکتبہ رام پور کو قرار دیا ہے (ص ۱۶۸) جب کہ یہ دونوں بیانات صحیح نہیں ہیں۔ اس کی اشاعت مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی سے ہوئی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کی تاریخ تاسیس ۳۰؍مئی ۱۸۶۷ء تحریر کی ہے۔ آگے لکھا ہے کہ مظاہر علوم کا سنگ بنیاد دارالعلوم کے قیام کے چھ مہینے بعد رکھا گیا، مگر اس کی تاریخ نومبر ۱۸۶۶ء درج کی ہے (ص ۹۵)۔

بعض بیانات مکرر ہوگئے ہیں۔ مثلاً اسلامک فقہ اکیڈمی کے ۲۰ سمیناروں کا تذکرہ ص ۱۱۲-۱۱۶ پر ہے اور دو صفحات کے بعد ص ۱۱۹-۱۲۰ پر بھی۔

اس طرح کی فروگزاشتیں اور بھی بہت سی ہیں، جن سے کتاب کا تحقیقی معیار مجروح ہوا ہے۔ بہ ہر حال بہ حیثیت مجموعی یہ کتاب برصغیر ہند و پاک کی فقہی خدمات پر ایک عمدہ کاوش ہے۔ امید ہے فقہ اور اس کی تاریخ سے دل چسپی رکھنے والے اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ (محمد رضی الاسلام ندوی)

اخوان المسلمون- تزکیہ، ادب، شہادت ڈاکٹر عبید اللہ فہد

ناشر: القلم پبلی کیشنز، ٹرک یارڈ، بارہمولہ، کشمیر، پروڈکشن: اردو بک ریویو، نئی دہلی-۲،

سنۂ اشاعت ۲۰۱۱ء، صفحات: ۳۱۲، قیمت: ۲۱۰ روپے

آج عالم عرب میں عوامی بیداری کی جو لہر آئی ہوئی ہے اور سیاسی طور پر اسلام کی بالا دستی کی جو کش مکش عروج پر نظر آرہی ہے وہ مصر میں ابتدائی طور سے تشکیل شدہ، پھر شام، سوڈان، اردن، فلسطین، کویت، یمن اور شمالی افریقہ میں توسیع پذیر اسلامی تحریک

'اخوان المسلمون' کی عظیم الشان جدو جہد، بے پناہ قربانی وایثاراور بے بدل رفاہی وفلاحی خدمات کا ثمرہ ہے۔ یہ تحریک مارچ ۱۹۲۸ء میں مصر کے ایک قصبہ اسماعیلیہ میں شیخ حسن البنّا (۱۹۰۶- ۱۹۴۹ء) کی ولولہ انگیز قیادت میں قائم ہوئی اور دیکھتے دیکھتے مصری نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گئی۔

'اخوان المسلمون' کی تشکیل ایسے دور میں ہوئی جب مصر میں وطنیت ، الحاد اور مغرب پرستی نے اپنے اثرات ڈالنے شروع کردیے تھے اور روایتی اسلام اور تجدّد کے مابین تصادم اور کش مکش کا آغاز ہوگیا تھا۔ چنانچہ الشعر الجاہلی (ڈاکٹر طٰہٰ حسین) تحریر المرأۃ (قاسم امین) اور الاسلام واصول الحکم (شیخ علی عبدالرزاق) جیسی کتابوں نے اسلام کی روایتی بنیادوں پر تیشہ زنی کی کوشش شروع کردی تھی۔ان کے مقابلے میں سید جمال الدین افغانی، مفتی محمد عبدہٗ ،سید رشید رضا، مصطفیٰ صادق الرافعی ،محمد فرید وجدی اور محبّ الدین الخطیب جیسے اسلام پسند مصلحین کی آواز کم زور اور دھیمی تھی۔'اخوان المسلمون' نے اس تحریک میں جان ڈال دی اور اسے علمی اور سیاسی رخ عطا کیا۔ اخوان نے اپنی تشکیل کے دن سے آج تک مختلف مراحل طے کیے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب انہی مراحل کی تفصیل پیش کرتی ہے۔

فاضل مصنف نے سات بڑے عناوین کے تحت اخوان کی تاریخ، طریقۂ کار، نظامِ تربیت اور آزمائشوں میں استقامت و پامردی کی تفصیلات کافی وضاحت کے ساتھ پیش کی ہیں۔سب سے پہلا عنوان ہے 'حسن البنا شہید سے ڈاکٹر محمد البدیع تک'۔ اس کے تحت اخوان کی تاسیس سے اب تک آٹھ مرشدین عام کی مختصر سوانح اوران کا فکری، تنظیمی اور تربیتی نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے عنوان 'تصوف اور سیاست کا اجتماع' کے تحت بانی تحریک شیخ حسن البناء کی فکر کی ترجمانی کی گئی ہے۔تیسرے عنوان 'تشدّد سے گریز، مزاحمت کی تلقین' کے تحت اخوان کی دعوت اور خدمات کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ اگلا عنوان ہے 'ادب کی حلاوت بھی، ایمان کی حرارت بھی'۔ اس کے ذیل میں قائدین اخوان کی خودنوشتوں کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ پانچویں عنوان 'دانش وروں اور

ادیبوں کی کہکشاں‘ کے تحت اخوان کے آٹھ مرشدین عام کے علاوہ دیگر اہم شخصیات مثلاً سید قطب، عبدالقادر عودہ، مصطفیٰ محمد الطحّان، طٰہٰ جابر العلوانی، عماد الدین خلیل، عبدالحمید احمد ابوسلیمان، فتحی یکن، سعید رمضان، محمد قطب، زینب الغزالی، محمد الغزالی، مصطفیٰ السباعی، عبدالبدیع صقر، عبدالفتاح ابوغدّہ، محمد محمود الصواف اور نجیب الکیلانی کی مختصر سوانح رقم کی گئی ہے۔ چھٹا عنوان ہے ’شہادت گہہ الفت میں‘۔ اس کے تحت اخوان کے نظام تربیت کے لازوال نقوش نمایاں کیے گئے ہیں۔ ساتویں عنوان ’اس کی ادا دل فریب اس کی نگہ پاک باز‘ کے تحت اخوان کی قلبی طہارت اور ان کے درمیان باہمی اخوت سے متعلق سبق آموز واقعات درج کیے گئے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب عصر حاضر کی ایک اہم اسلامی تحریک کی مکمل تاریخ پیش کرتی ہے۔

عالمی اسلامی تحریکات میں ’اخوان المسلمون‘ کو یہ انفرادیت حاصل ہے کہ مصر کے ایک مسلم ملک ہونے کے باوجود اس کے حکم رانوں شاہ فاروق اور جمال عبدالناصر سے لے کر حسنی مبارک تک سب نے اس پر نہ صرف یہ کہ پابندی عائد کی، بلکہ اس کے کارکنوں کو مسلسل قید و بند اور تشدد و تعذیب کا نشانہ بنایا، مگر انھوں نے استقامت و پامردی کا ثبوت دیا اور صحابہ کرامؓ کے دور کی یاد تازہ کردی۔ مصری حکم رانوں نے ان کے بہت سے ارکان کو دس دس، بیس بیس برس، بلکہ اس سے زیادہ مدت تک جیلوں میں بند رکھا اور متعدد اہم شخصیات کو پھانسی پر چڑھادیا، مگر انھوں نے ان ظالم حکم رانوں کے سامنے سپر نہیں ڈالی اور اسلامی نظام کے قیام کی پرزور وکالت کرتے رہے۔

اخوان کی دوسری امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تنظیم طویل مدت سے قائم ہے اور لاکھوں افراد (مرد و عورت) اس سے وابستہ ہیں۔ آج کے دور میں کسی دینی مقصد کے تحت لوگوں کو اتنی کثیر تعداد میں جمع کرلینا اور پھر ان کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم رکھنا تنظیم کے داخلی استحکام اور مضبوط نظام تربیت و احتساب کے بغیر ممکن نہیں۔ فاضل مصنف نے اخوان کی ان دونوں خصوصیات کو نمایاں کیا ہے۔

عالمی اسلامی تحریکات پر فاضل مصنف کی خصوصی نظر ہے۔ قبل ازیں ان کی دو